مولانا محمد مغیرہ (مسجد احرار، ربوہ)

خاموش مجاہد، گمنام کارکن، زندہ کردار
فدائے احرار کپتان غلام محمد مرحوم

کپتان غلام محمد ۱۹۲۶ء میں ضلع میانوالی کے مشہور قصبہ چکڑالہ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام عمر حیات تھا۔ ابتدائی تعلیم قرآن مجید ناظرہ اپنے قصبہ میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں علاقہ کے مشہور عالم دین مولانا محمد گل شیر شہید چکڑالہ تشریف لائے ان کی دعوت پر مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے اور پھر احرار کے ہی ہو کر رہ گئے۔ کپتان کا لقب ان کو مولانا گل شیر شہید کی طرف سے ملا پھر ان کے نام سے ان کے لقب نے زیادہ شہرت پائی۔

کپتان صاحب کوئی عالم دین نہ تھے مگر بزرگوں کی صحبت سے اس قدر فیض یاب ہوئے کہ غم دین کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا دیا۔ ہمیشہ اس فکر میں رہتے کہ لوگوں کے عقائد افکار و اعمال درست ہوں جس کے لئے وہ صرف اپنے علاقہ میں ہی نہیں بلکہ ضلع چکوال، اٹک، میانوالی جہاں کہیں بھی کسی سے آشنائی ہوئی اس سے مشورہ کر کے چھوٹا بڑا جلسہ کرا دیتے اس سلسلہ میں انہوں نے کئی ایک علماء کو بلایا۔ جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مرحوم مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا عبدالرحمن میانوی ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری۔ سید عطاء المومن بخاری، سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر رہنمایانِ احرار و مبلغین سر فہرست ہیں۔

اپنی جماعت کے قائد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مشورہ سے ولی کامل مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، اکثر و بیشتر وضو سے رہتے۔ صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت انکا معمول تھا۔ تہجد کی عبادت ان کی عادت مستقلہ بن چکی تھی۔ رات گئے تک علماء کی تقاریر سنتے، جلسہ کے اختتام پر اکثر جلسہ کی انتظامیہ کے ساتھ ملکر سامان سمیٹنے میں مدد کرتے علماء کی خدمت کرتے اور تقریباً سب سے آخر میں سوتے۔ مگر پچھلی رات اپنے سچے رب کے حضور کھڑے ہو جاتے۔ ان کی تہجد کی نماز ان کی بیماری کے ایام میں بھی قضا نہیں ہوئی غلام محمد ھاشمی ضلع میانوالی کے قصبہ روکھڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں مجلس احرار سے وابستہ ہوئے نامور انقلابی شاعر تھے بعد میں کمیونسٹ تحریک سے وابستہ ہو گئے۔ ان کی لکھی ہوئی ایک نعت انہی کی ترغیب پر مولانا گل شیر شہید کی تقریر سے پہلے پڑھی تو مولانا گل شیر مرحوم کی حوصلہ افزائی کے سبب کپتان صاحب ہمیشہ کے لئے احرار کے نعت خواں بن گئے۔ اللہ نے آواز ایسی عطاء کی ہوئی تھی کہ بڑھاپے کے باوجود ان کی آواز کی چاشنی آخر عمر تک برقرار رہی وہ اپنی مسحور کن آواز میں جب بھی نعت پڑھتے سامعین کے دلوں پر اثر کرتی وہ پیشہ ور خواں نہ تھے بلکہ نعت گوئی کو

عبادت سمجھتے تھے۔

کپتان صاحب مرحوم کے دل میں دو شخصیتوں کی محبت اس طرح رچ بس چکی تھی کہ بعد میں آنے والی کسی مشہور شخصیت نے ان کے دل میں وہ جگہ نہ لی۔

ایک امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے مولانا گل شیر شہید۔ رحمہما اللہ۔ کپتان صاحب ۱۹۴۲ء سے مجلس احرار کے کارناموں اور تحریکوں کے اکثر واقعات کا ایک مضبوط اور مستند حوالہ تھے۔ قریب قریب ایک صدی میں جماعتی وفاداری کے اعتبار سے مجلس احرار اسلام کے کارکنوں کے مقابلہ میں کسی جماعت کو ایسے وفادار کارکن میسر نہیں آئے۔ کپتان صاحب مرحوم ان وفاداروں کے سرخیل تھے۔ ۱۹۴۲ء میں مجلس احرار سے وابستہ ہوئے۔ جماعت ظاہری اعتبار سے کئی دفعہ نشیب و فراز کا شکار ہوئی۔ عجیب و غریب مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر دوسرے کارکنوں کی طرح کپتان صاحب نے آخری دم تک جماعت سے ایک لمحہ کے لئے بے وفائی نہیں کی۔ کپتان صاحب کافی عرصہ چکڑالہ کے مشہور عالم دین (جو جید عالم دین ہونے کے ساتھ ردِّ رفض میں ایک مقام رکھتے تھے) مولانا اللہ یار خان صاحب مرحوم کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے مگر کارکن مجلس احرار کے ہی رہے۔ جماعتی وفاداری میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ حتیٰ کہ ایک ہم مسلک جماعت کے مرکزی رہنماء نے تعلق کی بنا پر مجبور کیا کہ احرار کی بجائے ہمارے ساتھ مل کر آپکا کام کرنا زیادہ مناسب ہے جس پر کپتان صاحب نے شخصی احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے عرض گزار ہوئے کہ کارکن تو مجلس احرار کا ہی رہوں گا۔ البتہ دینی کام میں جتنا ہو سکا تعاون کیلئے حاضر ہوں۔

ایک قصہ انہوں نے خود سنایا کہ جماعت کے مرکزی دفتر ملتان سے جانشینِ امیر شریعت حضرت سید ابومعاوی ابوذر بخاری کی طرف سے نئی فارم رکنیت مہم کا خط پہنچا۔ حسب سابق احباب کو متوجہ کیا مگر اور جماعتوں کے مشہور مقررین سے مانوس ہونے کے سبب کوئی دوست تیار نہ ہوا جس پر میں نے اپنا فارم پُر کیا اپنی بیوی بیٹی اور لڑکے کا فارم پُر کر کے مقامی انتخاب سے مرکز کو مطلع کر دیا وہ جماعت کے وجود کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

مجلس احرار دنیاوی اعتبار سے ہمیشہ بے وسائل رہی ہے اور کارکن بھی اکثر و بیشتر غریب ہی اس جماعت کو میسر آئے مگر ان لوگوں نے برطانیہ جیسی حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔ بڑی بڑی کانفرنسیں کرنا جلوس نکالنا مجلس احرار کے کارکنوں کے لئے کبھی مشکل نہیں رہا یقیناً کچھ نہ کچھ اخراجات بھی ضرور آتے ہونگے کپتان کی زبانی سنئے کہ اخراجات کیسے پورے کئے جاتے تھے۔

کپتان صاحب نے کہا کہ: جب کہیں کانفرنس کا اعلان ہوتا ہر کارکن اپنے گھر اطلاع کر دیتا اور گھر والے صبح و شام آٹا گوندھتے وقت ایک روٹی کا آٹا علیحدہ ایک برتن میں رکھنا شروع کر دیتے۔ کانفرنس کے موقع پر وہ آٹا بیچ کر اس کے پیسے مرکز کو روانہ کر دیتے۔ ایک صورت یہ بھی سنائی کہ دو چار جماعتی کارکن مل کر مزدوری کر لیتے کسی کی دیوار بنا دیتے اور اس کی مزدوری کے پیسے مرکز کو روانہ کر دیتے اس اخلاص کے ساتھ جمع

کی ہوئی رقم یقینی طور پر اتنی طاقت ور بن جاتی کہ ایک پیسہ لاکھوں روپوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا۔

کپتان مرحوم پیشہ کے اعتبار سے کمہار تھے۔ مٹی کے برتن بنا کر بیچتے اور روزی کا سامان کرتے مگر ایک عرصہ سے یہ کام چھوڑ چکے تھے۔ جس کی وجہ انہوں نے خود بتائی کہ مٹی گوندھ چکا تھا کہ ملتان سے حضرت سید عطاء المحسن بخاری کا خط ملا کہ پندرہ دن کے جماعتی پروگرام کے لئے تیاری کر کے آجاؤ۔ خط موصول ہوتے ہی تیار ہو گیا۔ جماعتی پروگراموں سے پندرہ دن کے بعد گھر واپس آیا تو مٹی خشک ہو چکی تھی دوبارہ اس کا گوندھنا مشکل تھا تاہم اچھی طرح خشک کرنے کے بعد پھر اسکو گوندھنے تک کے تمام مراحل سے "گزارہ" برتن بنائے اور برتنوں کو خشک کرنے کے لئے دھوپ پر رکھا ابھی تیاری میں تھا کہ برتنوں کو پکانے کے لئے آگ کا انتظام کروں اس درمیان تقریباً دو ماہ گزر چکے تھے کہ شاہ صاحب کا دوبارہ خط آگیا کہ دس بارہ دنوں کے لئے تیاری کر کے ملتان آجاؤ۔ برتنوں کو اللہ کے سپرد کیا۔ اور پروگرام پر چلا گیا لیکن اس دفعہ مسلسل پریشان رہا کہ علاقہ بارشی ہے اور سال بھر کی روزی کا سامان تھوڑی سے بارش میں بہہ جائیگا جیسے کیسے واپس ہوا نہ بارش آئی نہ برتن خراب ہوئے مگر واپسی پر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ روزی کا بندوبست اللہ تعالیٰ کسی اور طریقہ سے کردیگا یہ پیشہ مجھے دینی کام کرنے میں پریشان کرتا رہا بجائے برتنوں کو آگ کے سپرد کرنے کے توڑ دیا اور اس کے بعد آزاد مزدوری کرتا رہا اور آخر دم تک ضرورت کے مطابق مزدوری کر لیتے بس اللہ ہی سب کو بہترین رزق دینے والا ہے۔

کپتان صاحب مرحوم پیدل چلنے والے نوجوانوں کو پیچھے چھوڑ جاتے۔ زندگی کے آخری دو تین ماہ سے پہلے تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحت مند رہے جماعتی امور کے لئے لمبے لمبے اسفار میں بڑھاپے کے باوجود کبھی تھکان محسوس نہیں کرتے تھے۔

کپتان صاحب طبعاً خوش مزاج تھے مجلس احرار کے مرحوم بزرگوں کے تذکرے بڑے انہماک سے سناتے خصوصاً اگر جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مرحوم یا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کسی محفل میں موجود ہوتے تو بہت دلچسپ خوش طبعی کی باتیں سناتے۔ خود بھی ہنستے اور دوسروں کو بھی ہنساتے ان کی باتوں میں مزاح کے ساتھ طنز بھی پوشیدہ ہوتا۔ ۱۹۹۱ء کی بات ہے چکڑالہ میں عظمت صحابہؓ کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری تھے جس کے باعث انتظامیہ چہار طرف محاصرہ کئے ہوئے تھی کہ شاہ صاحب چکڑالہ داخل نہ ہوں۔ اور محاصرہ اس قدر سخت تھا کہ کسی داڑھی والے کو باہر سے چکڑالہ داخل نہ ہونے دیا گیا مگر اللہ کے فضل سے راقم الحروف اپنے ایک احرار کارکن محمد اشفاق (آف تلہ گنگ) کے ہمراہ پولیس کے سامنے سے گزر گیا ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ان کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہے۔ چکڑالہ پہنچا تو مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما صوفی عبدالرحیم خاں نیازی مرحوم پہنچ چکے تھے ہم سبھی شاہ جی کا انتظار کرنے لگے۔

مگر چکڑالہ کے کئی احباب جو اپنے آپ کو مخصوص قسم کا موحد گردانتے ہیں مگر کردار یہ کہ انتظامیہ کے

ساتھ مل کر احرار کارکنوں کے گھروں کی نشاندھی کرتے رہے اور انتظامیہ چھاپے پہ چھاپا مار رہی تھی جب اس بات کا علم کپتان صاحب کو ہوا تو مائیک پر تشریف لائے اور بڑے بھرپور انداز میں فرمانے لگے سنا ہے بعض لوگ انتظامیہ کے ساتھ مل کر احرار کارکنوں کے گھروں کی نشاندھی کررہے ہیں اور انتظامیہ ان کے گھروں پر چھاپے مار رہی ہے اور کہتے پھرتے ہیں، شاہ جی کو کہیں چھپا کر بیٹھایا ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ کوئی بٹیرا ہے کہ کہیں چھپا رکھا ہے وہ شیر کا بیٹا دلیر ہے وہ پہنچا تو شیروں کی طرح آئے گا۔ پھر ہنس کر بولے، دعاء کرو اللہ قبر چٹ اور قبر پٹ کولوں بچائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قبر پوجنے والوں سے بچائے اور قبر اکھاڑنے والوں سے بھی بچائے یہ اتنا زوردار مزاح اور طنز تھا کہ جواب نہیں، ایک قصہ انہوں نے خود سنایا کہ میں نے کسی سے ازراہ مزاح کہدیا کہ اس دفعہ اگر شیعوں کا ماتمی جلوس میری گلی سے گزرا تو پھر دیکھا جائے گا۔ میں ان کا بندوبست کروں گا میری یہ بات شیعوں تک پہنچ گئی جس پر شیعوں نے تھانے میں اطلاع دی اور کافی آدمی وفد کی صورت میں ایس ایچ او تھانہ چکڑالہ کو ملے جس پر مجھے سپاہی بلانے کے لئے آیا اور مجھے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ آپ کو ایس ایچ او صاحب بلا رہے ہیں میں بڑا پریشان ہوا سوچتا رہا کہ کیا جواب ہو سکے گا۔ تھانے پہنچا تو ایس ایچ او نے آئے ہوئے وفد کی طرف سے شکایت کا تذکرہ کیا جس پر بے ساختہ بے سوچے سمجھے میں نے یہ کہدیا کہ میں غریب آدمی ہوں میرے گھر گدھے باندھے ہوئے ہیں جب یہ لوگ ماتمی جلوس لیکر گزرتے ہیں اور پیٹتے ہیں میرے گدھے ڈرتے ہیں مجھے خوف ہے کوئی گدھا ڈر کا مارا بھاگ گیا تو میرا نقصان ہوگا غریب آدمی ہوں دوسرا گدھا لینے کی ہمت ہی نہیں کہ میں ان کے ذریعہ مزدوری کرتا ہوں اور میں نے تنگ آکر کہا ہے جس پر ایس ایچ او ہنس پڑھا اور شیعوں سے کہنے لگا کہ آئندہ تمہارا جلوس ان کی گلی کی بجائے دوسری گلی سے گزرے گا بس اللہ نے مدد کی اس دن سے یہ مصیبت میرے سر سے ٹل گئی۔

ایک دفعہ ملتان تشریف لے گئے اور جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مرحوم سے درخواست کی کہ چکڑالہ کے لئے پروگرام طے کرو مگر شاہ جی اپنی مصروفیات کے باعث تیار نہ ہوئے کپتان صاحب نے جب مجبور کیا تو شاہ جی نے فرمایا کہ چلو تم جاؤ میں پروگرام طے کر کے تمہیں مطلع کردوں گا کپتان صاحب نے ضد کی کہ آخر کب تک؟ جس پر شاہ جی نے فرمایا محرم الحرام سے پہلے پہلے اطلاع ہو جائیگی۔ اس وقت تو کپتان صاحب خاموش ہو گئے مگر بعد میں کہنے لگے یہ وضاحت باقی رہ گئی ہے کہ وہ محرم الحرام کونسا ایک تو قیامت والا محرم ہے۔ اور یہ بات ان کی سچ ثابت ہوئی کہ شاہ صاحب بعد میں بیمار ہو گئے اور بیماری طول پکڑ گئی حتیٰ کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور اپنی بقیہ زندگی میں چکڑالہ تشریف نہ لا سکے۔

کپتان صاحب مرحوم نے کئی دفعہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمیشہ سرخرو کیا۔ قید و بند کو عبادت سمجھا۔ کبھی دل نہ گھبرایا حتیٰ کہ انکے بقول ایک دفعہ جیل کے انچارج نے جیل کا دورہ کیا ایک دبلا پتلا جسم سفید داڑھی مجھ کے چہرے پر نہایت طمانیت اور ایک دینی کام انجام

دینے پر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا جرم ان کے ذمہ ہے۔ جس پر اس نے کہا باباجی تم درخواست لکھوا کر لاؤ میں تمہاری ضمانت کا انتظام کرتا ہوں جس پر کپتان صاحب نے جذباتی انداز میں کہا کہ ضمانت تو معافی مانگنے کے مترادف ہے میں کیسے اپنے کئے سے معافی مانگوں انچارج جیل واپس چلا گیا اور از خود مشقت بند کر دی۔ کپتان صاحب کے بقول دو دن تو میں انتظار کرتا رہا تیسرے دن مجھے پتہ چلا کہ انچارج جیل نے میری مشقت بند کر دی ہے جس پر کپتان صاحب خود اس کے دفتر میں پیش ہوئے اور اس سے اپنی مشقت جاری کرنے کو کہا مگر ان لفظوں میں کہ جناب ایک تو مشقت کرنا میرے لئے عبادت ہے دوسرا ملک کا فائدہ ہے اس لئے درخواست ہے کہ میری مشقت جاری کی جائے۔ حسب سابق پوری قید بامشقت کاٹ کر باعزت طور پر باہر آئے ضلع چکوال میانوالی، اٹک کے اضلاع میں سینکڑوں جلسے اور کانفرنسیں کپتان صاحب مرحوم کی ذاتی محنت و لگن سے منعقد ہوئے جہاں لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا کام ہوا اور اس سے ہزاروں افراد نے فیض حاصل کیا مگر ایک پروگرام ایسا ہے جو کپتان صاحب کا خاص کارنامہ ہے تلہ گنگ سے کچھ فاصلہ پر واقع قصبہ پنجنند ہے جہاں کے وڈیرے مرزائی ہیں۔ مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریکوں میں یہی قصبہ ہے جہاں کے مرزائی ان تحریکوں سے متاثر نہیں ہوئے اور اس قصبہ میں جا کر کسی کو انکے کفر کو للکارنے کا حوصلہ نہیں ہوا جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شہر سے کافی فاصلہ پر دیہات میں واقع ہے دوسرا یہ کہ مرزائی ذاتی جاگیر کے مالک ہیں باقی قریب قریب غریب لوگوں کا بسیرا ہے۔

ہوا یہ کہ ابنِ امیر شریعت قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری چکڑالہ تشریف لے گئے اور کپتان مرحوم نے کہا کہ ہمارے کچھ فاصلہ پر قصبہ پچنند جہاں مرزائی جاگیردار ہیں اور آج تک مسلمانوں کا اس جگہ کوئی جلسہ نہیں ہو سکا اور نہ ہی خطیب وہاں پہنچ سکا اگر آنجناب آمادہ ہوں تو وہاں پروگرام بنائیں۔ شاہ جی کہاں ڈرنے والے تھے فرمایا میں حاضر ہوں۔ جس پر کپتان مرحوم نے اس قصبہ میں پروگرام سے پہلے تقریباً ستائیس مختلف جگہوں پر جلسے رکھے شاہ جی تمام جلسوں میں پیدل سفر کر کے پہنچے اور لوگوں کو پچنند جلسہ میں شرکت کے لئے تیار کیا آخر میں اس گاؤں پچنند میں جلسہ ہوا جس میں ارد گرد کے کافی مسلمان پہنچے۔ مرزائیوں کو بھی اس کا علم ہوا جس پر انہوں نے بھرپور طاقت صرف کی۔ غنڈے اکٹھے کئے کہ جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔ ادھر مسلمانوں کے ساتھ بھی بعض افراد مسلح تھے جن میں ایک دوست محمد نامی شخص بھی تھا یہی دوست محمد ان غنڈوں کے قریب گیا اور ان سے کہا کہ ہم نے جلسہ کرنا ہے ہمارا راستہ چھوڑ دو اگر نہیں تو پھر سن لو ہم سب کے سب مرنے کے لئے آئے ہیں، تم میں سے جو مرنا چاہے وہ میدان میں آجائے جس پر کفر بزدلی دکھا کر دُم دباتے اپنی بلوں میں گھس گیا اور فدایان ختم نبوت اور احرار کارکن اپنا جلسہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ سارا دن عصر تک جلسہ ہوا جس میں حضرت سید عطاء المحسن بخاری اور دیگر احرار خطباء نے تقاریر کیں اور مرزائیوں کو دعوت اسلام دی۔

اس جلسہ کی کامیابی کے پس پردہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت اور اس کے ایک عاجز بندے کپتان خدا

محمد مرحوم کی سر توڑ کوشش تھی اور اتفاق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احرار کارکنوں سے دین کا جو کام لیا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ کپتان صاحب اور جلسہ وہاں رکھنا چاہتے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی ۱۹۸۸ء ستمبر میں جماعت کی طرف سے راقم الحروف کو تلہ گنگ جماعت مرکز جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ میں بحیثیت خطیب متعین کیا تو کپتان صاحب مرحوم ملنے کے لئے تشریف لائے اور چکڑالہ میں ہر ماہ بسلسلہ درس قرآن پروگرام تشکیل دیکر تشریف لے گئے میں ابھی نیا نیا مدرسہ سے فارغ ہوا تھا نہ کوئی تجربہ نہ انداز گفتگو البتہ ترجمۂ قرآن اور اس کی مختصر سی تشریح ذھن میں بیٹھا کر چلا گیا۔ ٹوٹے پھوٹے انداز میں درس قرآن ہوا ہر ہر جملہ داد دیتے رہے اور درس قرآن کے اختتام پر میرا حوصلہ بڑھایا۔ درس قرآن کی بڑی تعریف کی۔ اس کے بعد ہر ماہ پروگرام کے مطابق چکڑالہ جانا ہوتا۔ کپتان صاحب احباب کو درس قرآن میں شرکت کی دعوت دیتے تسلسل کے ساتھ درس قرآن کی برکت سے ۱۹۸۹ء میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے بیسیوں افراد نے جماعت میں شامل ہونے اور جماعت کے لئے کام کرنے کا عزم کیا۔ فارم رکنیت پُر کیا جس پر کپتان صاحب بڑے خوش ہوئے ہر سال کپتان صاحب مرحوم جامع مسجد احرار ربوہ میں سالانہ سیرت النبی کانفرنس اور شہداء ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لاتے۔ کئی ایک اپنے ہم عمر بوڑھے ساتھ ہوتے۔ نوجوانوں کی ایک کھیپ ان کے شانہ بشانہ ہوتی۔ ربوہ اڈہ پر پہنچتے ہی اپنے جذبۂ ایمانی پر قابو نہ رکھ سکتے۔ نعرۂ تکبیر، نعرہ رسالت۔ تاج و تخت ختم نبوت، مجلس احرار اسلام زندہ باد کے نعرے لگواتے لگواتے۔ جامع مسجد احرار پہنچتے اور پہنچتے ہی تمام احباب سے ملتے۔ اپنے ساتھ آنے والوں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر دوسرے شہروں سے آئے ہوئے جماعتی ساتھیوں سے تعارف وملاقات کراتے۔

غالباً ۱۹۹۳ء میں کپتان صاحب مرحوم نے جماعت کی باگ ڈور جماعت کے سرگرم کارکن امتیاز احمد اور عبدالخالق خلیق کے سپرد کر دی تھی اور خود ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ امتیاز احمد اور عبدالخالق خلیق نے مقامی مجلس شوریٰ کپتان صاحب کے مشورہ سے بنائی جس میں مولانا گل شیر شہید سے سالار کا لقب پانے والے مہر محمد صاحب جو کپتان صاحب کے ہم عمر ہیں مگر بحمداللہ صحت مند اور توانا ہیں جماعتی کام میں آج بھی جوانوں کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں سر فہرست ہیں۔ کپتان کے تذکرے میں ایک ان کے ہم عمر اور جماعتی کام میں ساتھ دینے والے چچا فتح محمد کا کچھ تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جو جوانی سے اس بوڑھاپے تک کپتان صاحب کے شانہ بشانہ کام کرتے چلے آرہے ہیں بینائی کافی متاثر ہو چکی ہے مگر عزم جواں ہے۔ آج بھی ان کی تڑپ ہے کہ کفر کو للکارنے کا موقع ملے۔

انکو چچا جوان کہہ کر جماعتی احباب بلاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ آج سے تقریباً چھے سات برس پہلے سخت بیمار ہو گئے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آج یا کل موت سے ملاقات ہونے والی ہے۔

ربوہ میں ربیع الاول کا پروگرام قریب آچکا تھا احباب مشورہ کے لئے اکٹھے ہوئے مشاورت سے فارغ ہوئے تو چچا فتح محمد کی تیمارداری کے لئے ان کے پاس گئے اور ربوہ میں سالانہ کانفرنس کی اطلاع کی جس پر چچا

فتح محمد کہنے لگے ہو سکتا ہے آئندہ سال میں دنیا میں نہ رہوں۔ میرا سرخ کرتہ پرانا ہو گیا ہے۔ ایک تو میرے لئے سرخ کرتہ تیار کراؤ دوسرا کہ میں اگر زندہ رہوں تو مجھے، ہر حال ربوہ پروگرام پر لے چلیں ان کے اصرار پر ان کے لئے دو دن میں سرخ کرتہ تیار کرایا گیا۔ اور اسی بیماری کی حالت میں سرخ کرتہ پہن کر قافلہ کے ساتھ ربوہ سالانہ کانفرنس پر پہنچے۔ اس کے بعد ان کو چچا جوان کہہ کر بلایا جاتا ہے۔ اس قدر ضعف کے باوجود ہر سال ربوہ سالانہ کانفرنس پر پہنچتے ہیں۔ کئی دفعہ انکو اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر ٹھوکریں کھاتے دیکھا مگر چہرہ ہمیشہ مسکراتا نظر آتا۔ شاہ صاحبان سے والہانہ محبت ہے۔ ملتے ہوئے ایسے چمٹ جاتے ، ہیں جیسے ان کی شاید یہ آخری ملاقات ہو۔ بابا حقنواز مقامی جماعت کے صدر ہیں۔ رفیع الدین یوسف صدیقی اور استاذ خالد جماعت کے روح رواں ہیں۔

امتیاز احمد اور عبدالخالق خلیق کی ہمہ وقتی جماعتی امور کی انجام دہی کا نتیجہ ہے کہ ملک کے باقی حصوں کی طرح چکڑالہ میں مجلس احرار اسلام نہایت فعال کردار ادا کر رہی ہے اور اراکین جماعت ہمہ تن جماعتی امور میں مسلسل دلچسپی لے رہے ہیں۔

کپتان مرحوم کے تیار کیے ہوئے ان احرار کارکنوں نے چکڑالہ میں ایک قطعہ اراضی حاصل کر کے جماعت کا مرکز مسجد سیدنا علیؓ کی تعمیر شروع کر دی ہے اور اس میں قرآن کی تعلیم کا کام شروع ہو چکا ہے۔ یہ مرکز ان شاء اللہ تاقیامت اعلاء کلمتہ اللہ کا فریضہ انجام دیتا رہیگا۔ اس سے پہلے جماعت کے تمام پروگرام چکڑالہ کی مشہور جامع مسجد سفید میں ہوا کرتے تھے۔ کپتان صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ اپنے مرکز میں کوئی پورگرام تشکیل دیا جائے مگر افسوس چکڑالہ کے مذہبی حالات کچھ اسطرح الجھے کہ کپتان صاحب مرحوم کی خواہش پوری نہ ہو سکی اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کپتان صاحب عمر کے آخری تین چار ماہ جگر کے عارضہ میں مبتلا رہے حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کو علم ہوا تو کپتان صاحب کو علاج کے لئے ملتان بلوا لیا۔ تقریباً ایک ماہ ملک کے نامور حکیم حافظ محمد حنیف اللہ صاحب (ملتان) کے زیر علاج رہے۔

ان دنوں خدمت کا فریضہ سید محمد کفیل بخاری انجام دیتے رہے اور علاج و خوراک کی نگرانی کرتے رہے بھائی سید محمد کفیل بخاری کے بقول حالات سے محسوس ہوتا تھا کہ کپتان صاحب کی تیاری ہے تاہم دنیا امید پر قائم ہے کپتان صاحب بڑے مطمئن تھے۔ پوچھنے پر بتاتے کہ اب صحت بہتر ہے صبح نماز کے بعد کچھ چلنے پھرنے لگے طبیعت سنبھلی محسوس ہوئی اور ادھر عید قربان قریب آرہی تھی۔ یہ کہہ کر کہ عید پر بچوں کو مل آؤں واپس گھر چکڑالہ آگئے۔ آتے ہی جماعتی ساتھیوں سے ملے امتیاز احمد کے بقول ملاقات میں نصیحتیں کرنے لگے۔

فرمایا میں ۴۲ء سے جماعت احرار کے ساتھ وابستہ ہوں میرے تجربہ میں یہ آیا ہے کہ ہماری جماعت مجلس احرار اسلام جیسی مذہبی دینی مخلص جماعت کوئی نہیں اور فرمانے لگے کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اسی جماعت کے ساتھ رہنا اس کے ساتھ کبھی بےوفائی نہ کرنا۔

یہ بھی فرمایا اگر فوت ہو جاؤں تو شاہ صاحبان میں سے کسی سے میرا جنازہ پڑھا کر مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا۔ ۱۰ ذوالحجہ عید قربان کا دن گزر گیا۔ رات کو عشاء کی نماز گھر پر ادا کی اور ۱۱ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۳۰/ اپریل ۱۹۹۶ء صبح کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے اللہ کے دین کا سپاہی، تقریباً نصف صدی تک دین کی محنت کرنے والے کو آج مستقل آرام کرنے کا حکم ہوا۔ اور **کل نفس ذائقتہ الموت** کے مطابق روح وجود عنصری سے پرواز کر گئی۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**

زارو قطار روتے ہوئے ان کے چھوٹے بیٹے امیر عمر نے اپنے باپ کے تیار کردہ جماعتی کارکن امتیاز احمد کو اطلاع پہنچائی اور انہوں نے تمام احباب کو مطلع کیا۔ اعلان عام ہوا لوگ زاروقطار رو رو کر ایک دوسرے کے گلے مل رہے ہیں کہ ہر آدمی کپتان صاحب کے انتقال پر نہ صرف افسردہ تھا بلکہ اپنے تئیں پریشان تھا کہ کپتان صاحب کے بعد کون علاقہ کے لوگوں کے عقائد کی اصلاح کے لئے محنت کریگا۔ لوگ جمع ہیں کپتان صاحب کا جسد عنصری غسل اور تکفین کے مراحل سے گزر چکا ہے۔ لوگوں کا تقاضا ہے کہ جنازہ کے لئے حتمی وقت کا اعلان کیا جائے۔ جنازہ پڑھانے والے بیسیوں افراد موجود ہیں مگر کپتان صاحب اپنے قائدین کی انتظار میں ہیں۔

امتیاز احمد نے ملتان حضرت سید عطاء المحسن بخاری کو اطلاع کی۔ انہوں نے افسردہ لہجے میں اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور دیر تک کپتان صاحب کے انتقال پر غم کے آنسو بہاتے رہے مگر اپنی علالت کے باعث جنازہ میں نہ پہنچ سکے۔ ربوہ اطلاع ہوئی حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب بخاری اپنے باپ کے دیرینہ ساتھی کو الوداع کہنے ربوہ سے تیار ہوئے تقریباً ظہر کے وقت چکڑالہ پہنچے۔ شاہ جی کے چکڑالہ پہنچتے ہی جنازہ کے حتمی وقت کا اعلان کیا گیا۔

عصر کے بعد گھر سے جنازہ اٹھایا گیا۔ ہر شخص اشک بار تھا اور زبان سے یہ کہہ رہا تھا۔ کپتان صاحب فدائے احرار تھے۔ ساری عمر احرار کے نام پر جئے۔ دین کے ساتھ ان کی لازوال محبت کے تذکرے زبان زدعام تھے۔ تقریباً پہلا جنازہ تھا جس میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے اور ہر شخص جنازہ کو کندھا دینے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ کئی افراد کو کندھا دینا نصیب نہیں ہوا تو چارپائی کو صرف ہاتھ لگا کر ہی دل کی حسرت پوری کرتے رہے جنازہ گاہ میں جنازہ سے پہلے حضرت پیر جی مدظلہ نے کپتان صاحب مرحوم کی جماعتی خدمت اور وفاداری پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ جنازہ کے بعد کپتان صاحب مرحوم کو ان کے علاقائی قبرستان میں ہزاروں سوگوار افراد کی موجودگی میں شاہ جی نے اپنے ہاتھ سے اللہ کے سپرد کیا۔

اللھم اغفرلہ ورحمہ وعافہ وعف عنہ